

ہمت مرداں مدو خدا

بنام جہاں دار جاں آفریں

ہر کسے ناز و بعقل و دانش و بدین خوش من بفکرناظرین بر خوبی تقدیر خوش

افشائے راز

پہلا باب

حُصْفَر ٹوکس عین وقت پر پہنچتا ہے
نہ کر شمار کہ بخشش ہے بشمار تری مرے گناہ نہیں ہیں شمار کے قابل
ایک تندرست متوسط العمر آدمی ایک قدم آگے بڑھا اور
لکڑی کے خجکے کو ہاتھ سے پکڑ لیا۔ جو نہی خلقت سے بھری عدالت
میں شیش نچ کے منہ سے اپنا نام سنا۔

جج۔ جان ہکیٹ تمہر جلی سکہ بنانے کا جرم ثابت ہو گیا ہے مقدمہ کی
چھان بین اور تفتیش بڑی جانفشانی سے کی گئی ہے۔

ادھر ممبران جیوری بھی متفق الرائے ہیں علاوہ اسکے قتل بھی
تم پانچ سال کی قید بھگت چکے ہو۔ اسی لیے میں تمہیں آج دس سال

سرتاپا ان امور میں ڈھلی ہوتی ہے جو سطحی جذبات کے باعث
 اشتعال اور اخلاقی انحطاط کا ذریعہ ہے۔ لیکن "الماس" کا دامن
 ان قباحتوں سے پاک ہے۔ اس ناول میں جہاں دلچسپ فسانویت
 بوجہ تمام موجود ہے۔ وہاں انسانی فطرت کے تمام پہلوؤں کی ترجمانی
 بھی نہایت عام فہم پیرایہ میں کی گئی ہے۔ الماس کے مطالعہ سے وہ
 تمام نفسیاتی کیفیتیں منظر عام پر دکھائی دیتی ہیں جن پر الفاظ و نطق کی
 تنگ دامانی کا پردہ پڑا رہتا ہے۔ ہمارے خیال میں الماس کی شائستگی
 نے اس اعتراض کو کہ مشرقی افشاء نگاری قلب و وجدان اور سیرت
 و اخلاق کی آئینہ دار نہیں بالکل بے معنی ثابت کر دیا ہے۔ اس بہترین
 تصنیف پر حاجی صاحب تابل صد ہزار تحسین ہیں ہم۔ "عالمگیر" کے ناظرین
 سے پرزور سفارش کرتے ہیں کہ اس کتاب کے مطالعہ سے استفادہ حاصل
 کریں۔

(ادارہ عالمگیر)

جان ہیکسٹ۔ ہاں بیٹا اسی طرح رہو۔ اور اسی حال میں گزارے جاؤ کہ
یہ تمہارے لئے اور اچھا ہو گا۔ جبکہ میرے بعد تمہارا سوائے خدا کے اور
کوئی خبر گیراں نہیں۔ آہ! اپنی بیچاری ماں کا خیال رکھنا اور اس کی خدمت
کرنے میں کوتاہی نہ کرنا۔ تمہارے ایسا کرنے سے میری قید کی گھڑیاں
اچھی کٹیں گی۔ جاؤ خدا تمہارا حافظ و ناصر ہو۔ ۵

رنج آتنا نہیں میرا جسے لکھے کوئی

یہ مرے نامہ اعمال میں کیونکر آیا

یہ کہتے ہوئے اُس نے چارلی کے ہاتھ کو آخری دفعہ ذرا اور زور سے

دبایا اور گھوم کر کھڑے کی سیڑھیوں سے نیچے اتر پولیس کے ہمراہ
نورس کے ہجوم میں غائب ہو گیا۔ ۵

نتیجہ کیونکر اچھا ہو نہو جب تک عمل اچھا

نہیں ہو یا بے تحشم اچھا تو کب پاؤ گے پھل اچھا

چارلی بیچارہ روتا مضموم لوگوں کی زد سے بچتا گلیوں و بازار سے

ہوتا ہوا سیدھا اپنے گھر جو ”ہینیری لین“ کے علاقہ بنام ”برڈز نیسٹ“

BIRDS NEST میں تھا۔ جا پہنچا اور دروازہ کو ڈھکیل کر جوں ہی وہ

اندر جانے لگا تو اُسے برابر دالے کمرہ میں بوتل سے گلاس کے ٹکڑے کی

آواز آئی۔ مگر جیسے ہی وہ اس کمرہ میں داخل ہوا تو اُسے گلاس یا بوتل تو نظر

نہ پڑی مگر ہاں ایک لمبی درہلی تیلی عورت الماری کے پاس جس کو وہ بند کر رہی

تھی کھڑی دکھائی دی۔ اور ساتھ ہی اُس کے شراب کی بو بھی اُسکو محسوس ہوئی

قید سخت کی سزا دیتا ہوں۔

ملزم نے جج کا حکم بغور سنا۔ اور سر جھکائے مٹو ڈب کھڑا رہا
لیکایک جوں ہی اس نے سر اٹھایا تو اس کی نگاہیں ایک تیرہ سالہ لڑکے
پر جم گئیں۔ جو بھیج کر قریب ہی کھڑا تھا۔ اور ملزم سے ہاتھ ملائے کو
اپنا ہاتھ بڑھا رہا تھا۔

جان ہیکسٹ نے کپڑے سے جھک کر اُس بڑھے ہوئے ننھے
اور پیارے ہاتھ کو جوش سے پکڑ لیا۔ اور پُر نرم آنکھوں و بھرے
ہوئے دل سے کہنے لگا۔ ”الوداع چارلی الوداع“ بیٹا تم کچھ غم و
فکر نہ کرو۔ میری قسمت میں یہ ہی لکھا تھا۔ میں تو پندرہ سال سمجھے ہو
تھا۔ بسکریے کہ اتنے پر ہی خیر گذری۔ مگر بیٹا میری آخری نصیحت یاد
رکھنا۔ ایک ہونہار اور نیک چلن سپوت ہونے کی کوشش کرنا اور
ہمیشہ سچائی پر ثابت قدم رہنا۔

چارلی۔ لیکن ابا کیا میں اسی طرح رہوں جب تک آپ واپس آئیں؟
اور یہ کہتے ہوئے اُس کی زبان لڑکھڑا گئی اور آنسو رواں ہو گئے۔

کہا حال دل اور نکل آئے آنسو

بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانئے کیا یاد آیا

جان ہیکسٹ نے اپنی پیشانی پر ہاتھ پھیر کر کچھ سوچنا چاہا تھا کہ سبھی
نے اس کا شانہ ہلایا۔ گویا زبان حال سے کہہ رہا تھا کہ تم کو یہ سوچنے
کا وقت نہیں۔

بچا ہے کچھ ہو جائے۔ ۵

کیا پھلے پھولے گی امیدِ دل پر آرزو

یاس کے دامن میں یہ پرورش پائی ہوئی

چارلی کی والدہ بختی بختی الماری کی طرف چلی کہ مجھے بیچارہ بیچارے
جان کے اس واقعہ نے سخت حیران و پریشان کر دیا ہے ذرا سی شراب
پی کر اپنے مغموم دل کو بہلاتی ہوں۔ یہ کہتے ہوئے اس نے بوتلیں کھائی
ہی تھی کہ چارلی نے لپک کر باہر پکڑ لی۔ اور کہا۔

چارلی عاجزی سے: "منت کرتے ہوئے یہ اماں خدا کے واسطے

اب تو باز آؤ۔ اور ایسے طریق پر بود و باش اختیار کرو کہ دونوں کی گذر

تو ہو جائے میں آنا کہاں سے ٹاؤں گا۔ کہ تمہاری اس مردار شراب کو

ابھی کافی ہو سکے۔ آہ آہ۔ وہ مردار شراب جس نے سینکڑوں خاندان تباہ

کریے اور نشانِ تک نہیں چھوڑا۔ آہ جو تمہیں سرمایہ نقصان دے رہی ہے

مگر تم نہیں باز آتیں۔ بیچارے والد بھی تمہارے واسطے اس مردار کو ہٹا

کرتے کرتے عاجزی آگئے۔ تمہیں بہتیرا سمجھایا۔ پر تمہاری طبیعت نہ بدلی اسی

جبر و جہد میں دروازہ کھلا۔ اور ان دونوں حیرت زدوں کی نگاہوں کے

سامنے ایک لمبا متوسط العمر شخص کھڑا نظر آیا۔ جس کے اوسط درجہ کی مٹل کے

کپڑے چہرے کے گارڈ میں اور بھاری کیل دار بوٹ ظاہر کر رہے تھے کہ اُس

کی زندگی کا بڑا حصہ بمقابلہ شہری رہائش کے دیہات میں زیادہ گزرا ہے

اُس کا پُتر عجب چہرہ۔ بکورا رنگ۔ فراخ سینہ اور کٹھیلے ہاتھ پاؤں تیار

اور ساتھ ہی اسکے اُسے کتنے سال کی قید ہوئی؟ یہ مکان کی رئیسہ کا پر اشتیاق سوال تھا۔ اے وہاں کھڑا مجھے کیا گھور رہا ہو۔ اور قدرت کے خلاف بنانا میری محبت بھڑے دل کو تو کیوں کافروں میں ابھانا چاہتا ہے؟ میں پھر پوچھتی ہوں کہ تیرے غریب باپ کا کیا حشر ہوا۔ یعنی کتنے سال کی سزا ہوئی؟

چارلی جو مکہ اپنی والدہ کی عادات و اطوار سے واقف تھا اُسے بُرا نہ مانا اور غمگین و چشم تر لہجہ میں بولا کہ آہ! بیچارے والد کو دس سال کی سزا ہوئی ہے مگر وہ مجھے یوں ہی رہنے اور آپ کی خبر گیری کی نصیحت کر گئے ہیں۔ جو بلا ہے وہ ہمارے ہی لئے ہے مخصوص

لے فلک کیا تے سایہ میں ہیں تہی ہیں

چارلی کی والدہ۔ ہاں ایسا ایک طرح ہو سکتا ہے اگر تم اپنے اس بیہودہ پنے کا خاتمہ کر دو اور اپنے والد کے فضول خیال پر نہ جاؤ۔ میں اُسے شروع ہی سے بے بنیاد سمجھتی تھی۔

چارلی بیشک اناں۔ یہ سب کچھ درست ہے مگر اب میں اپنے والد کا کہا کروں گا چاہے کچھ ہی ہو۔ اور لڑکے نے یہ الفاظ بڑی ثابت قدمی سے کہے۔ جب ابا کو قید کا حکم سنایا جا چکا تو بعد کو میں نے خاص طور پر اپنی موجودہ حالت کی بابت پیارے والد سے دریافت کیا تو انہوں نے ہدایت کی کہ اسی طرح گزارے جاؤ۔ میں شاید خود تو ایسا نہ کرتا۔ مگر آہ! پیارے باپ کے حکم سے مجبور ہوں۔ میں اپنے باپ کا حکم نہیں مان سکتا۔ بلکہ جس طرح ممکن ہو گا جان کے ساتھ نبھائوں گا

مالک ہے۔ ”تمہیں خبر ہے کہ میں آج جبیک کے مقدمہ کی کاروائی کیوں دیکھنے گیا تھا؟“

میسز ہیکسٹ ”نہیں۔ مجھے نہیں معلوم۔“

اجنبی جوان ”اچھا تو بسنو“ مجھے معلوم تھا کہ جبیک کا ایک ہونہار لڑکا ہے جو اس وقت خدا کے فضل سے اچھا خاصہ جوان ہو گیا ہوگا۔ مگر اپنے غریب والد کے قید ہونے کی وجہ سے بیس و بے سر ہو جائیگا۔ چونکہ جبیک ہیکسٹ کی اہل ذنوب ہے اور مجھے اپنے پیشہ کی مدد میں خاص کر ایک شریف لڑکے کی ضرورت ہے۔ اس لئے میں نے یہ موقع مناسب سمجھا اور ماسٹر چارلی کے پیچھے پیچھے یہاں چلا آیا۔

میسز ہیکسٹ بڑے ہنہارے ہمدردی اور عین عنایت ہے۔ ”میں تمہارے آنے سے پہلے یہ ہی سوچ رہی تھی کہ اب ہماری گزر کیسے چلے گی۔ اور ہاں یہ تو بتاؤ تنخواہ کیا ملے گی؟“

اجنبی جوان۔ ”دعا بھری مسکراہٹ سے“ تنخواہ کام دیکھ کر دیکھائی گئی۔ مگر فی الحال شروع شروع میں وہ تم کو دو اشرفیاں ماہوار بھیج سکیگا۔ اور یہ کہتے ہوئے وہ چارلی کی طرف مڑا جو اس ہونے والے گندمی رنگ مرنے کو خوب جانچ رہا تھا۔ چارلی کو بہت غور و فکر کرنے کے بعد بھی خیال نہ آیا کہ اُس نے اس اجنبی کو کبھی دیکھا ہے۔ اور بوجہ اپنی کم عمری و ناتجربہ کاری وہ اُس کی مسکائیوں اور چالاکوں میں تمیز نہ کر سکا۔ گو وہ ظاہر اس بات سے بہت خوش تھا کہ اب اسکے والد کی بھی نصیحت پوری ہو جائیگی

تھے کہ اُن میں جیسی خون ہے۔

اجنبی جوان ”مجھے تعجب نہ ہوگا اگر آپ خفا ہوں۔ مسنر ہکیسٹ یہ کہتے ہوئے اُس نے دروازہ بند کر کے پُر غضب عورت کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اور کہا ”آہ۔ میں خود کبھی عدالت میں موجود تھا۔ میں نے اپنے کانوں اپنے پرانے دوست کو دس سال قید کا حکم صادر ہوتے سنا“ ویسے تو اجنبی کا ہاتھ بڑھایا کی طرف دراز تھا۔ مگر دراصل وہ اُس بیچین اور حکمتی ہوئی آنکھوں والے چارلی کو تاک رہا تھا۔ (مکاری سے)۔

بیکس ہیں نامراد ہیں خانہ بدوش ہیں

کیا آپ کو بتائیں کہ آئے کدھر سو ہم

مسنر ہکیسٹ۔ چونک کر کون؟ ”آؤ ہو“ ”جم سیلیری“ ہاں تم وہی میرے خاوند کے پرانے دوست ہو۔ یہ کہہ کر اُس نے ایک لمبا اور سرد سانس لیا۔

اجنبی جوان نے ہاتھ اٹھا کر اور منہ لگاڑ کر کہا ہشت جہاں تک اس نام کا تعلق ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ تم غلطی پر ہو۔ مگر میں اس نام کا آدمی ابے پانچ سال پہلے تمہارا خاوند کا رناموں میں شامل، بچھا تھا۔ لیکن میں اس وقت تمہارے سامنے جسفر لوکس کھڑا ہوں۔ اور شکار گاہ کے اعلیٰ عہدہ پر مامور ہوں۔

مسنر ہکیسٹ نے نشکی طور پر مسکرا کر زور سے کہا۔ اور گزارہ کے طور پر ایسا کر رہے ہو؟

اجنبی جوان ہاں گزارہ کے طور پر لیکن ایک عمدہ گزارہ ہے اور نیک

ہوئی۔ کبھی کبھی کوئی ٹوٹی ٹھوٹی چھوٹی جھونپڑی یا کسی عمارت کے کھنڈرات نظر آ جاتے تھے۔ ورنہ بیابان جنگل کے سوا اور تک کچھ اور نہ دکھائی دیتا تھا۔ حتیٰ کہ وہ اپنی منزل مقصود تک جا پہنچے۔ جو ایک ڈراؤنے پرنٹ جنگل کا ایک بچاٹک تھا۔ کیا تو ریل میں اور کیا ٹم ٹم میں جسفر لوکس بیچارہ چارلی سے بہت کم مہکلام ہوا تھا۔

جہاں تک میرا خیال ہے اس دیہاتی علاقہ میں شاید تم اول ہی دفعہ آئے ہو۔ جسفر لوکس نے بچاٹک کھولتے ہوئے کہا۔ اب ٹم ٹم ایک ٹوٹی ہوئی سڑک پر گنجان درختوں میں جہاں کہ بالکل اندھیرا تھا۔ اور ہاتھ کو ہاتھ نہیں سو جھٹا تھا چلنے لگی۔“

چارلی۔ ہاں پیٹر پیمنڈ پارک گیا ہوں۔

جسفر لوکس۔ بہہ سن کر کھل کھلا کر منہسا۔ اس کی یہ منہسی بالکل مصنوعی لہجہ میں تھی۔ اور جس کی یہ ہیبت ناک کھل کھلا ہٹ اس تنہائی اور ویرانہ میں بیچارہ لڑکے پر اثر کے بغیر نہ رہ سکی، ہاں بیشک تم اپنے سرسبز و شاداب علاقہ لندن کے مقابلہ میں اس کو بالکل مختلف پاؤ گے یہ جنگل جس کو ”ہارٹ لاک“ کا جنگل کہتے ہیں چارمیل مربع میں ہے جس کے عین وسط میں رکھوائے کی جھونپڑی ہے اور ارد گرد تین میل تک سوائے ایک حویلی کے اور کوئی آبادی نزدیک نہیں۔

چارلی۔ میں اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ میرے لئے سب برابر ہے۔“
گودہ یہہ کہنے کو تو کہہ گیا مگر اس کی آواز میں لغزش پائی جاتی تھی۔ یہہ

زر کی طع میں چھلنتے ہیں خاک نیارے
اور چاہا کہ شکر یہ میں کچھ دُر افشانی کرے
زبان سے مسٹر تبسکل نکالنے
پائی کھتی) لفظ مسٹر لو پورا نہ کہا تھا کہ لو مکس نے اُس کو اشارہ سے
منع کر دیا۔ اتنے میں چارلی اندر کے کمرہ سے ہاتھ میں ایک چرمی
بیگ لیے ہوئے نکلا۔ کہ جس کا لو مکس منتظر ہی کھڑا تھا۔

بیچارہ چارلی پر غم آنکھوں اور بھرے ہوئے دل سے اپنی والدہ
کو الوداع کہتا ہوا بد معاش سفر لو مکس کے ہمراہ ہو لیا ہے
کیا فرعن ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب
آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی؟

دوسرا باب جنگل میں مکان

بدخستوں کو کرتا ہے بانٹیں ننگ
اونچی ہے آشیانہ زرخ وزغن کی شاخ
جسفر لو مکس اور اس کا نوجوان ہمراہی بڑا سنگ اسٹوک پر
ریل سے اترے۔ جہاں ان کے واسطے ایک نفیس ٹم ٹم جس میں
ایک عمدہ ویلر کی قسم کا گھوڑا جتا ہوا تھا تیار کھڑی ملی۔ چالاک
سائیس گویا ان کا منتظر ہی کھڑا تھا۔

جب یہ دونوں بیٹے گئے تو ٹم ٹم سیدھی قصبہ سے باہر جانی شروع

کیوں نہ ہو۔ علاوہ تمہارے اور کئی آدمی بھی جنگل کے باہر پہرہ دیتے ہوں گے۔

چارلی۔ تو علاوہ اور کاموں کے میرا یہ بھی کام ہوگا۔ اور وہ دوسرے کیا کام ہوں گے؟ اور یہ کہہ کر وہ سوچنے لگا، تعجب کا مقام ہے کہ اس نے اس دیہاتی کام کے واسطے شہری لڑکے کو پسند کیا کہ جس سے وہ بالکل واقف نہیں۔ پر شاید یوں ایسا کیا گیا ہے کہ جسفر لوکس کو میرے والد کا دوست ہونے کی وجہ مجھ سے محبت ہے۔

جسفر لوکس۔ ہاں تم کو اور کام بھی کرنے ہوں گے۔ جو تمہیں کل بتائے جائیں گے۔ اور اس بڑے بچہ میں کہا کہ چارلی کو آگے بولنے کی کچھ جرأت نہ ہوئی۔ اور اتنے میں وہ ان گنجان درختوں میں سے نکل کر ایک کشادہ میدان میں جا پہنچے۔ جس کے وسط میں ایک مثلث۔ پرانا اور پختہ دیواروں والا جھوپڑا نظر آیا۔ جہاں کتوں کے بھونکنے کی آواز نے ان کا خیر مقدم کیا۔ اور جو لوکس کی ایک خاص قسم کی سیٹی بجانے سے خاموشی سے بدل گئی۔

جسفر لوکس نے مکان کے قریب پہنچی کرنی جیب سے گنجی نکال کر شیشم کے ایک بڑے بھاری دروازہ کا قفل کھولا۔ اور سنا ہے نوجوان ہمراہی کے ایک گلی میں گھسا چلا گیا۔ جہاں سے وہ ہو کر اُس ہاتھ والی ایک بیٹھک میں پہنچے۔ یہاں لوکس نے ایک دیا سلائی جلا کر موم بتی روشن کی۔ جس کے جلنے کے ساتھ ہی چارلی کی چکا چوند آنکھوں نے

بھیاناک منظر اور جنگلی گنجان درخت اور جھاڑیاں اس کے لئے تسلی بخش نہ تھیں۔ ہاں اگر کچھ اطمینان دیتا تھا تو وہ یہ خیال تھا کہ ہر صورت وہ اپنی غریب بوڑھی والدہ کو دو پونڈ ماہوار بھیج سکے گا۔ مگر وہ پوچھنے سے باز نہ رہا کہ کیا جھوپڑی میں صرف ہم تم دونوں ہی ہوں گے؟ جسفر لو مکس نے ہاں۔ ہاں اور کوئی نہ ہوگا۔ صرف نواب کے دیگر ملازم لوگ ضرور آیا کریں گے۔ بلکہ بعض وقت خود نواب بھی، تعجب نہیں جو نواب تم کو اپنی مصاحبت کے واسطے پسند کرے۔ کیوں۔ بیٹا چارلی؟ یہ کہہ کر وہ پھر اپنی عجیب ہنسی سے ہنسا۔ اور ساتھ ہی اس کے وہ اپنے نواب کی تعریف میں کچھ گنگنا لگا۔ کہ وہ بڑا رحیم اور فیاض مالک ہے۔ اور اپنے نوکروں سے اچھا سلوک کرتا ہے۔ یہ نواب دراصل فرانس کا باشندہ تھا۔ اور اس کا نام ڈی۔ گورن تھا۔ اور کچھ مدت نہ گزری تھی کہ قلعہ لانگ کلور، میں رہنے آیا تھا۔ قلعہ لانگ کلور کی حد میں وہ جنگل تھا جو قلعہ والوں کے واسطے بطور شکار گاہ کے استعمال ہوتا تھا۔ اور جس کا کہ محافظ جسفر لو مکس نواب ڈی۔ گورن کی طرف سے مقرر تھا نواب ڈی۔ گورن کا یہ سخت حکم تھا کہ اس کے جنگل سے کوئی نہ گزرنے پائے اور بغیر اجازت جنگل میں گزرنے والے سے بڑا پیش آتا تھا)

جسفر لو مکس۔ بیٹا چارلی علاوہ دیگر کاموں کے تمہارا یہ بھی ایک کام ہوگا کہ جنگل میں پھر کر انجان شخصوں کو روکو۔ خواہ وہ خود نواب ہی

جسفر لو مکس تو بڑھے جہان کا مکوا اپنے کسب میں شامل کرے گا منشار نہ تھا۔ شاید وہ تم کو جھوٹے سکے بنانے اور چلانے میں کمزور سمجھا۔“ چارلی کا یہ سن کر منہ لال ہو گیا۔ اور اُس نے مستعدی سے جواب دیا کہ نہیں۔ میں کمزور نہیں تھا جو ریاضت میرے والد کو اچھا تھا وہ مجھے بُرا نہ تھا۔ مگر والد بزرگوار نے مجھے کبھی اُسکے چھوٹے تک کو نہ کہا۔ جسفر لو مکس یہ مگر کیا تم شامل ہوتے اگر تم سے کہا جاتا۔

چارلی۔ آہ۔ بیشک۔ میں کیا کچھ اپنے والد کی خوشی کے لئے نہ کرنا! جسفر لو مکس۔ نے اطمینان بخش لباسا سانس کھینچا۔ اور اپنے ہونے والے بیٹے کو محبت بھری نگاہ سے دیکھا۔ ایک دو بار اُس نے چاہا کہ چارلی کو اپنا حال بتا دے۔ مگر پھر خیال کیا کہ نہیں۔ ابھی نہیں۔ ذرا اور اس کو اچھی طرح آزمالوں۔ کھانا ختم ہونے کے بعد وہ اپنے نئے مددگار کو بالا خانہ پر ایک عمدہ سونے کی جگہ بتلا آیا۔

چارلی صبح تڑکے ہی چڑیوں کے چھپانے اور پرندوں کو اپنے معبود حقیقی کی یاد میں گیت گانے کی آواز سے جاگ اُٹھا۔ اور کپڑے پہن جھٹ باہر نکل آیا۔ اور دن کی روشنی میں اپنے ارد گرد کی چیزوں کو دیکھنے لگا صبح کا وقت تھا۔ اُس سہانے وقت میں جو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اور قریب کے پھولوں کے تختہ کی بھینی بھینی خوشبو نے چارلی کے دماغ کو معطر کر دیا۔ وہاں اُسے قدرت کاملہ کا کچھ اور ہی منظر نظر آیا۔ جو اُس نے آج تک کبھی نہ دیکھا تھا حدنگاہ

ایک عجیب و غریب کمرہ دیکھا جس کا نمونہ شاید ٹائٹک کے اسٹیج سے لیا گیا ہو۔ جیسا کہ شکار گاہ کے محافظ کے جھوپڑے میں موجود تھانہ بدوقیں لٹک رہی تھیں۔ وہ دیگر شکاری سامان دیوار پر قرینہ سے سجا ہوا تھا۔ کمرہ میں ایک طرف شیشہ کی الماری میں خوبصورت اور رنگ برنگے پرندہ شکار کئے ہوئے جن کی کھالوں میں کھس اس صفائی سے بھرا تھا کہ زندہ معلوم ہوتے تھے۔ رکھے تھے۔ مگر چونکہ بیچارہ چارلی کو ان باتوں سے بالکل حفظ نہ تھا۔ لہذا ان چیزوں نے اس پر کوئی اثر نہ کیا۔ بیچارہ چارلی کے بجائے کوئی دیگر تجربہ کار شخص بھی ہوتا تو نہ پہچان سکتا کہ تازہ نوکر شدہ لوکس کو اس طرح ٹائٹک کی وضع کا مکان سجانے کی فرصت کب ملی۔ اور اس میں اتنی عقل کہاں سے آئی؟

حبسفر لوکس ہیں اب رات کے کھانے کی تیاری کرنا چاہیے کھانا کھا کر میں تم کو تمہارے سوئے کی جگہ تباہ و تاراج۔ رات کا کھانا دونوں نے بلکہ اس چھوٹے پنختہ پرانے باورچیخانہ میں لپکایا جو گلی کے اس طرف تھا کھانا کھاتے وقت لوکس نے بڑی چالاکی و ہشیاری سے سلسلہ گفتگو بدل کر چارلی کا بچپن کا حال اس سے پوچھ لیا۔ اور باتوں باتوں میں اس کو یقین دلا دیا کہ وہ اس کے والد کا بڑا دوست ہے۔ اور اس سے یہ بھی کہلا ہی لیا کہ وہ کبھی کبھی اپنے والد کے ہمراہ اس تہ خانہ میں جو ہرمانڈزی میں تھا۔ کہ جہاں اس کا باپ ناجائز سکھ نبایا کرتا تھا۔ جایا کرتا تھا۔

پر آکر رک گیا۔

کو جوان رے جو ایک پھل سیل جسم کا گندمی رنگ آدمی تھا جس کے بال
حنانہ رنگ کے تھے۔ جس پر لوکس کو دیکھ کر آنکھ کا اشارہ کر کے کہا، محافظ
صاحب یہہ لیجئے۔ آپ کے چھوٹے بچوں کا دانہ آگیا۔ اور ساتھ ہی وزیدہ
لگا ہوں سے چارلی کو دیکھتے ہوئے کہا، ”آؤ میاں لڑکے یہ صندوق بہت
بھاری ہے۔ فوراً ہمیں مدد دو۔“ لیکن مکتار لوکس نے چارلی کو روکا۔ اور
دونوں خود اس صندوق کے اتارنے میں مشغول ہوئے۔ کہ جس نے
ان دونوں کو پسینہ پسینہ کر دیا۔ جب صندوق اتار لیا گیا تو ان کو ایک
اور مصیبت پیش آئی۔ اور وہ یہ کہ صندوق بڑا کھٹا اور مکان کے
دروازہ میں نہ جاسکتا تھا۔ اس پر لوکس نے اس مہندی رنگ بالوں
والوں کی طرف اشارہ کیا۔ جس نے جواب دیا کہ کیا کریں یہاں تو ہم ہی
رہ گئے۔ مگر چالاک لوکس جلد اپنی اس حیرانی پر غالب آگیا۔ اور ہمراہی
سے آہستگی کہا کہ سوائے اس کے اور کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی کہ سن سان
رات میں اسے کھول کر اس کا سامان اندر لیجاویں۔

جب کہ ہمراہی نے ثبات میں اپنا سر بلایا۔ اور چھپکڑا منکا کر چلتا ہوا۔
جس وقت چھپکڑا چلا گیا تو لوکس نے چارلی کی طرف مڑ کر کہا۔ میں
قنبدہ میں ذرا کام کو جانا ہوں۔ جہاں سے میں تمہارے واسطے محافظ
کا کپڑوں کا ایک عمدہ جوڑا۔ اور چمڑے کے گارٹرس لیتا آؤں گا۔ جو تم کو
بہ نسبت تمہاری اس موجودہ پوشاک کے بہت اچھا سمجھے گا۔ ساتھ

تک تمام درخت سلسلہ وار لگے نظر آتے تھے۔ اوڑھنے کی طرف صاف جگہ پر کئی مرغی چمکے ہوئے کتے جنہیں مرغیاں کوئی بیٹھی اور کوئی پھرتی نظر آرہی تھی۔ اور چارلی ان شبہی قدرتی نظارہ کی بہار دیکھ رہا تھا۔ کہ اتنے میں لوکس مکان سے باہر آیا۔ جو اس وقت ہشاش بشاش نظر آرہا تھا۔ اور کیوں نہ ہو۔ جب سے کہ چارلی آیا اور (لوکس نے) اُس سے اُس کی پیاری گفتگو سنی جس کی کہ اُس کو ضرورت تھی تو اُس کے مزاج میں بہت کچھ فرق پیدا ہو گیا تھا۔

حبسفر لوکس (رنجندہ ہشاش) تمہارا خیال ہو گا کہ ہم مرغیاں پالتے اور اُن کے انڈے بیچتے ہیں۔ کیوں بیٹا چارلی؟ اگر تمہارا واقعی یہ خیال ہے تو غلط ہے۔ ان مرغیوں کے نیچے تیر کے انڈے رکھ کر ہم بیچ لکاتے ہیں۔ اور ان کو نواب کے موسم خزاں کے شکار کے واسطے پالتے ہیں اور ہاں مجھے یاد آ گیا کہ آج تیر کے بچوں کا امریکہ کا بنا ہوا دانہ ایک برٹے صندوق میں آنے والا ہے۔ میں کل جب جان کا مقدمہ سننے لندن گیا تھا تو وہاں خرید آیا تھا۔ آؤ چلو اب ناشتہ کریں دونوں نے اس سچی ہوئی بیٹھک میں یکجا ناشتہ کیا۔ جس میں اچھا خاصہ وقت لگا اُس کے بعد لوکس نے مرغیوں کو دانہ دیا۔ کتوں کو رات بکھلایا۔ کہ اتنے میں دور سے ایک چھکڑے کے بہیوں کی کھڑکھڑاہٹ اُس کے کان میں آئی۔ اور اُس نے اطمینان دہ سانس کھینچا۔ یہہ ایک خوب لد اہوا دیہاتی چھکڑا تھا۔ جو کھڑکھڑاتا سیدھا جھونپڑے کے دروازہ

پر سے بڑھی ہوئی شانیں ہٹیں اور ایک خوبصورت معزز نوجوان جو عمر میں چارلی سے کچھ ہی بڑا تھا۔ میدان میں آنکلا۔
 چارلی چھٹ اپنی جگہ سے اٹھ کر لپکا اور چلا کر بولا: ”جناب آپ کو یہاں نہیں آنا چاہیے۔ آپ کا یہاں کچھ کام نہیں، ساتھ ہی اسے اپنی ذمہ داری یاد آگئی۔“

نوجوان: ”اوہو۔ یہ آپ ہیں کون ذات شریف؟“ یہ کہہ کر نوجوان ہنسنا اور آگے بڑھا چلا آیا۔ چارلی نے جوان کی وضاحت قطع اور بیش بہا لباس سے فوراً یہ معلوم کر لیا کہ کوئی امیر زادہ ہے۔

چارلی: ”دیری سے ”میں مسٹر لوکس کا مددگار ہوں“
 نوجوان: ”اور یہ حضرت لوکس کون ہیں؟“

چارلی: ”نواب ڈی گورن کی شکار گاہ کے اعلیٰ محافظ! نوجوان: اب کے زور سے تہقہ مار کر ہنسا: ”تم میں سے ایک بھی مذاق سے خالی نہیں، اچھا تم اس فراہسی کے مددگار محافظ ہو۔ گویا ہر تم کسی دفتر کے بیکار ملازم معلوم ہوتے ہو۔ میں صرف کل ہی اکسفورڈ کالج سے آیا ہوں۔ مجھے نواب ڈی گورن سے ملنے کا ابھی اتفاق نہیں ہوا۔ مگر تمہارے ایسے ہی پردیسی جہنمی بیجا حق والے ہی یہاں مددگار محافظ کی نوکری کرنا گوارہ کریں گے۔“

اب وہ ایک دوسرے کے قریب ہو گئے تھے۔ اور بہت ہی ایک حکمت خدا تھی کہ وہ دونوں اس طرح ملیں جبکہ ایک دوسرے کو وہ آپس میں

ہی اس کے تھوہ معلوم رہے کہ میری غیر حاضری میں تم یہاں کے مختار
 و ذمہ دار ہو۔ گو یقین تو نہیں کہ ادھر سے کوئی گذرے لیکن بالفرض اگر
 کوئی آ بھی جائے تو اس کو فوراً جنگل سے باہر جانے کو کہنا۔ اور ساتھ ہی
 اس کا نام و پتہ لکھ لیا۔ چونکہ اس جنگل میں کسی کا کوئی استحقاق نہیں۔ اس
 لئے گذرنے والے ضرور صیغہ مداخلت بجا میں گردا لے جاسکتے ہیں۔

چارلی! اور اگر کہیں خود نواب آگیا تو؟

حسبِ رومکس۔ چونکہ تم اُسے پہچان نہ سکو گے۔ لہذا اُس کو بھی جنگل سے
 باہر جانے کا حکم دینا۔ اور خبردار کسی حالت میں کسی کو اُس صندوق
 کے پاس مت جانے دینا۔ جس وقت رومکس چلا گیا تو چارلی نے صندوق
 کو بچانے کا بہ بہتر طریقہ مناسب جانا کہ اس پر اچک کر بیٹھ گیا۔ اور سوچنے
 لگا یہ ایسی کیا شے ہے۔ جو اس قدر وزنی ہے۔ ورنہ تو اس قدر بھاری
 نہیں ہو سکتا۔ صندوق کے اندر تین مڑا ہوا تھا کہ باہر سے کچھ نظر نہ آ سکے

تیسرا باب

ایک آسان فتح

قدم رتہا ہے ثابت خیکا اس سختی دور میں بہادر ہیں وہ ہی سر قلعہ فولاد کرتی ہیں
 چارلی کو صندوق پر بیٹھے کوئی ایک گھنٹہ گذرا ہو گا۔ کہ لیکا ایک اُسے
 معلوم ہوا کہ اُس کو کوئی خفیہ طور سے دیکھ رہا ہے۔ ایک لمحہ بعد پگ وٹھری

و بیاقت رکھتا ہو۔ اور میں یہ ذرا سی بات اُس کج بخت فرانسسیسی نواب
کی (جو صندوق میں تیر کا دانہ منگتا ہے) نہ معلوم کر سکوں۔ اس
خیال کے آتے ہی وہ آگے بڑھا۔ لیکن چارلی اپنے دبلے پتلے قد سے
راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔ گو چارلی کو جسفر لوکس ایک آنکھ نہ بھاتا
تھا۔ اور نہ اُسے یہ اپنی موجودہ نوکری ہی پسند تھی۔ مگر آہ وہ کل ہی
اپنے باپ کو زبان دیکھا تھا کہ وہ اپنی ماں کا خبر گیراں رہیگا۔ اور جسے
اُس کو اب وہ بہر صورت پورا کرنا چاہیے۔

قول و قسم کی شرم ملاقات کا لحاظ

انسان کو ضرور ہے ہر بات کا لحاظ

چارلی یہ نہیں آپ آگے نہیں آسکتے۔ آپ کو سپردھا بنگل سے باہر
چلا جانا چاہیے۔

نوجوان اس قسم کا آدمی ہی نہ تھا کہ اُسے کوئی روکے اور وہ برا
نہ ماننے۔ وہ بات کرتے ٹیڑھا لیتا تھا۔ اس نے اپنے مخالف کو خوب
جانچا۔ اور چاہا کہ اپنے مخالف کو ہٹا کر آگے بڑھ جائے۔ کہ یکا یک چارلی
نے اپنے نازک ہاتھ سے اس کے گال پر کھپڑ جما دیا۔

جوان چین بچیں ہو کر کھڑ گیا۔ اور منہ سے چارلی کے ایسا منکا
رسید کیا کہ اس کا مقابل رو پڑا۔ اور روتے ہوئے بکھی راستہ روکنے
کی کوشش کی۔

چلتے تھے گلابی اشک اسکی چشم پر نہ سے

برا بھٹا کہہ رہے تھے۔ اسٹور ڈ کے طالب علم نے اپنے مقابل کے پتروں پر رائے زنی بھی کی تھی۔ اور اب اس کے پیارے اور مرغوب چہرہ کو دیکھ رہا تھا۔ مگر چارلی اسی طرح برابر اپنی سختی پر قائم تھا۔

چارلی نے آخر استقلال سے کہا کہ ”میں اعلیٰ محافظ کا مددگار ہوں، ابھی نیا ہی نوکر ہوا ہوں۔ میرا سامان تک ابھی نہیں آیا ہے۔ آپ براہ

مہربانی اس خیمے سے باہر چلے جائیں اور مجھے اپنا نام پتہ لکھاتے جائیں نوجوان نے یہ تم بخوشی لکھ سکے ہو؟ میں راک باسٹ ہوں۔ میرے

والد مسٹر باسٹ یہاں باسٹ ہال میں رہتے ہیں۔ جب سے میں نے ہوسٹل سنبھالا ہے میں اس ہاؤسٹ لاک خیمے میں بااجازت

اس کے مالک سر جارج ٹریسنگھم با آزادی پھرتا رہا۔ اب سنا ہے کہ قلعہ لانگ کلور واس کے متعلقہ جائیداد کسی فرانسسیسی نواب کو کرایہ

پر دی گئی ہے۔ مگر ہاں وہ اس قدر بڑا صندوق وہاں کیسا پڑا ہے۔ شاید پیا نوا جا ہو گا۔ تب تو محافظانہایت زندہ دل آدمی ہے۔

چارلی رشتی طور پر یہ باجا نہیں ہے اس میں تیر کے بچوں کا دانہ ہے۔“ نوجوان نے یہ سن کر مہکا بکا رہ گیا۔ اس نے اپنا ہونٹ چبایا۔ اور منہ

سے معمولی سیٹی بجائی۔ اور کہا درست ہے۔ ”مگر میاں لڑکے بچوں کا دانہ تو بوریوں میں آیا کرتا ہے۔“ مجھے اس صندوق کو عمدہ طور سے

بخوبی دیکھنا چاہئے۔ کہ راز کیا ہے۔ (دل میں) تعجب ہے میرا چچا زاد بھائی تو سر پاتک سراغ رسانی میں کامل دسترس مہارت